نکاح اور پاکستانی معاشرے میں شادی بیاہ کے مروجہ رسوم ورواج کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

Nekah (Marriage) and the prevailing costumes in Marriages of Pakistani society (its critical and scholary review)

محمد سلیم*

ABSTRACT:

The enlightened and moderated teachings of Islam empowered every one of the human society, specially the woman who used to be much oppressed in all civilizations of the world before emergence of Islam. Islam gave them an elevated status in all over the world in the status of mother, sisters, daughter and wife. It declared null and void the ignorance rules against them and, prohibited their sexual exploitation. Moreover, Islam gave a regular system of nikkah and marriages for women. The holy Prophet peace be upon him declared nikkah and marriage as his Sunnah and kept its procedure very simple. Furthermore, he described marriage as a gigantic source of achieving chastity, but today in Pakistan the marriages have been made very complex and costly because of the unIslamic customs and traditions. Those unIslamic customs became the part and parcel of the Pakistani marriages which not only made nikkah and marriage a difficult task but also devastated the economic, social and the religious life of Muslims. The Pakistani marriages are conducted with such customs of Mehndi, big congregations: Bharat, beating drums and singing songs. The article briefly discusses status of mirages in the pre Islamic era, Islamic concept and importance of nikkah and the new customs practiced in Pakistani marriages and their economic, social and religious impacts by best use of old and new resources.

Keywords: nikkah, Pakistan, unIslamic customs, Sunnah.

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔[1]

ترجمہ : آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور ہمیشہ کے لئے دینِ اسلام کو تمہارے لیے پسند کیا۔

آیتِ بالا اس بات پر شاہد ہے کہ اسلام ایک کامل و مکمل دین اور ابدی ضابطہ حیات ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اانسانیت کے لئے

*Ph.D Scholar, Faderal Urdu University Abdul Haq Campus, Karachi.
Email: m.saleemedu786@gmail.com

پسند فرما کر اپنے محبوبِ دوجہان، سرورِ کائنات رحمت للعالمین حضرت محمد ﷺ کے ذریعے دنیا کے انسانوں کو پہنچایا، اس دین کی تعلیمات عالمی اور فطری ہیں۔ جامعیت کے ناطے اس دین کا اپنا طرزِ حیات اور ہے اور یہ طرزِ حیات یا لائف پیٹرن دیگر ادیان ومزاھب کی طرح صرف عبادات تک محدود اور مختصر نہیں ہے بلکہ یہ دین ودنیا دونوں میں کامیابی کا ضامن ہے۔ اس دین نے دوسرے ادیان ومذاہب کی طرح دین ودنیا کے درمیان کوئی خلیج یا دیوار کھڑی نہیں کی، بلکہ دنیا میں رہ کر اس دین پر عمل کرنے کا درس دیتا ہے۔

"اسلام کے علاوہ دنیا میں اس وقت جتنے بھی مذاہب ہیں، انہوں نے دین ودنیا کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر کے اپنے اہلِ مذہب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اہل دنیا اور اہلِ دین لیکن اسلام میں کوئی اہل دنیا نہیں، بلکہ سب اہلِ دین ہیں، اسلام کے اسی نظریے نے دنیا کا نقشہ بدل دیا"۔[2]

چونکہ اسلام نے دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے اور جو بھی اس کھیتی میں جس طرح کی کاشت کاری کرے گا، اسی کے ثمر اور پھل کو پائے گا جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ:

الدنیا مزرعة الآخرة۔[3]

ترجمہ: دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو یہ درس دیتا ہے کہ دنیا کی اس کھیتی میں اسلامی اصولوں اور تعلیمات کے تخم وبیج کے ذریعے ایک ایسی کھیتی آباد کرے جس میں خوشحالی وسکون سے دنیاوی زندگی بسر ہو جائے اور آخرت میں بھی اس کھیتی کے پھلوں (نیکیوں) سے محظوظ اور لطف اندوز ہوں۔ اسلام کامل مذہب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مہذب، شائستہ اور متمدّن دین بھی ہے اور یہ قدم قدم پر انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے، جیسا کہ حضرت سلمان فارسیؓ سے ایک مشرک نے کہا:

لقد علمکم نبیکم کل شئی حتی الخراۃ۔[4]

ترجمہ: تمہیں تمہارے پیغمبر ﷺ سب ہی چیزوں کی تعلیم دیتے ہیں، حتی کہ قضاے حاجت کا طریقے بھی بتلاتے ہیں۔

حضرت ابو ھریرۃؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

قال رسول الله ﷺ انما انا مثل الوالد لولده اعلمکم اذ أ تیتم الغائط فلا تستقبلوا القبله ولا تستدبروها، وامر بثلاثة احجار ونهی عن الروث والرمة ونهی أن یستطیب الرجل بیمنه۔[5]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے باپ کی جگہ ہوں اور جس طرح باپ اپنی اولاد کو چھوٹی چھوٹی اور معمولی باتیں تک بتاتا ہے، اسی طرح میں بھی تم کو تعلیم دیتا ہوں جب تم میں کوئی بیت الخلاء جائے تو نہ قبلے کی طرف منہ کرے اور نہ ہی داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے۔

آپ ﷺ کو خود قرآنِ کریم نے یہ اعلان کر کے دنیا والوں کے لئے ایک عظیم مثال، نمونہ اور رول ماڈل قرار دیا ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔[6]

ترجمہ: حقیقت یہ کہ تمہارے لئے رسول ﷺ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

قرآنِ کریم کے اس آیتِ مبارکہ نے دنیاوالوں کو یہ واضح پیغام اور میسج دیا کہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اللہ کے احکامات کے عین مطابق ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں چاہے مذہبی ہو، معاشرتی یا پھر اقتصادی، آپ ﷺ کی اسوہ حسنہ اور تعلیمات نبوی ﷺ سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رفقاءؓ نے عالمِ انسانیت کے سامنے عملی نمونے پیش کئے، آپ ﷺ کا لایا ہوا دین اس بات پر زور دیتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں آپ ﷺ کے احکامات و تعلیمات کو اپنایا جائے اور آپ ﷺ کے پیروکار بردبار، سنجیدہ اور باوقار زندگیاں گذاریں، اسی وجہ سے آپ ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے:

من حسن الاسلام المراء ترکہ مالا یعنیہ۔[7]

ترجمہ: اسلام کی خوبی یہ بندہ ہر لایعنی چیز کو چھوڑ دے۔

انہی لایعنی، فضول اور غیر شرعی رسموں، رواجوں اور طریقوں میں پڑ کر انسان اپنی دین و دنیا کو خسارے میں ڈال دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کی حات طیبہ کو اعلیٰ مثال کے طور پر ہمارے لیے نمونے کے طور پر پیش کیا گیا کہ اسی سیرت کے مطابق اپنی زندگیاں استوار کریں، آپ ﷺ نے جو امور جس طرح سرانجام دیئے، ہم بھی اسی پر عمل پیرا ہوں۔ انہی امور میں سے ایک امر نکاح یا شادی بھی ہے آپ ﷺ نے نہ صرف ازواجِ مطہراتؓ سے نکاح کئے بلکہ اپنی صاحبزادیوں اور دیگر صحابیاتؓ کے نکاح بھی کروائے جو امت کے لئے شادی بیاہ اور نکاح کے حوالے سے اعلیٰ مثال اور نمونہ ہیں۔ نکاح یا شادی پر بحث سے قبل دورِ جاہلیت میں عورت جن جن ادوار سے گذری اور اس کو جو معاشرتی حیثیت حاصل تھی اور پھر بعد میں ظہورِ اسلام نے انہیں جو اعلیٰ وارفع اور معزز اور مکرم مقام دلایا اس پر ایک اجمالی نظر ڈالنا مناسب ہو گا۔

مذاہبِ عالم میں عورت کی معاشرتی حیثیت اور مقام کا تاریخی جائزہ:

تاریخِ انسانی کے اوراق گردانی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں جتنی مہذب متمدّن اور غیر متمدّن اقوام گذری ہیں، ان کے ہاں عورت کو کوئی خاص معاشرتی حیثیت، عزت اور وقار حاصل نہ تھی بلکہ عورت کو زمینوں، جھونپڑیوں، مویشیوں اور دیگر املاک کی طرح مشترک مال تصور کیا جاتا تھا۔ بازاروں میں ان کی منڈیاں لگتی تھیں لونڈیوں اور کنزوں کی طرح ان کی خرید اور فروخت کی جاتی اور بعد ازاں وہ ان سے جنسی طور پر بھی مستفید ہوا کرتے تھے غرض ان پر انسان سوز ظلم وجور کیے جاتے تھے۔ ''ہر جگہ صنف نازک مردوں کے ظلم وجور کے شکار بنی ہوئی تھی۔ مرد، مرد نہیں بلکہ نازک و کمزور صنف کے مقابلے میں جنگل کا درندہ تھا۔ کرّہٗ ارض کی انسانی بستیوں کا یہ عام رواج تھا، اس سلسلے میں شائستہ و ناشائستہ متمدّن و غیر متمدّن اقوام و افراد میں سچ پوچھیئے تو چنداں فرق باقی نہ رہا تھا۔ چوپاؤں اور گھر کے دوسرے سامان کی طرح عورتیں خریدیں جاتی تھیں، مرد عورت پر اپنی نفسانی خواہشوں کے لئے جبر و تشدد پر اتر

آیا، حد یہ ہے کہ عورتوں کو بدکاری کے پیشے تک اختیار کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا، یعنی اپنی ہوس رانیوں کا ذریعہ بنانے کے ساتھ ساتھ زرکشی کا ذریعہ بھی مردوں نے ان غریب عورتوں کو بنالیا تھا۔[8]

یونانی تہذیب اور عورت:

یونانی تہذیب جو سب سے زیادہ خوشحال نظر آتی تھی، یونانی تھزیب میں ابتدائی دور میں عورت کو نسبتاً کچھ معاشرتی حیثیت حاصل تھی لیکن پھر آہستہ آہستہ وہاں بھی عورت کو کم درجہ کی مخلوق سمجھا جانے لگا اس کی زبوں حالی کا نقشہ مشہور غیر مسلم مؤرخ ڈاکٹر گستاؤلی بان یوں بیان کرتے ہیں کہ:

''یونانی عموماً عورتوں کو ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے، اگر کسی عورت کا بچہ خلافِ فطرت پیدا ہوتا تو اس کو مار ڈالتے''۔[9]

ایرانی تہذیب میں عورت کا مقام:

ایرانی تہذیب میں بھی اس حوا کی بیٹی کی عزت تار تار تھی، عورت کو کوئی انسانی اور نبیادی حقوق حاصل نہ تھے، بلکہ اس کو بھی دیگر تہذیبوں کی طرح لونڈی، غلام اور مشترکہ املاک کی حیثیت حاصل تھی اور جب چاہے جس کو چاہے اٹھا کر فروخت کیا جاتا تھا، بسا اوقات دوسری دنیاوی اشیاء سے اس کا تبادلہ بھی کیا جاتا تھا، اس سے جنسی تعلق یا نکاح کا کوئی باقاعدہ عقد و نکاح کا تصور نہیں تھا، بلکہ مرد اسے مشترکہ املاک کے نظریے کے مطابق ہر ایک اس سے اپنی جنسی ہوس کی تسکین کرتا تھا۔

''عورت کے مشترکہ املاک کے نظریہ کا بانی ''مزدک'' تھا جو 487ء کو ایران میں پیدا ہوا، اس نے یہ دعوت دی کہ تمام انسان یکساں پیدا ہوتے ہیں، ان میں کوئی تفریق نہیں، لہٰذا زن، زر اور زمین سب کی مشترک ہیں''۔[10] جبکہ مشہور چینی سیاح ہیون سانگ کہتے ہیں ''ایرانی قانونِ معاشرت میں ازدواجی تعلقات کے لئے کسی رشتہ کا استثنیٰ نہیں تھا جن رشتوں سے ازدواجی تعلقات متمدّن معاشروں اور سماجوں میں ہمیشہ غیر قانونی رہے ہیں، ایرانی معاشرے میں ان کی حرمت کا بھی پاس ولحاظ نہ تھا''۔[11]

یہودی تہذیب میں عورت کا مقام:

یہودی روایات کے مطابق عورت ناپاک وجود ہے اور اس کائنات میں مصیبت اس کے سبب ہے ان کے نزدیک مرد نیک سرشت اور حسن کردار کا حامل اور عورت بد طینت اور مکار ہے، کیونکہ اس نے آدم کو بہلا پھسلا کر پھل کھانے پر آمادہ کیا، جسے اللہ نے منع کی تھا۔[12]

ہندوستانی تہذیب میں عورت کا مقام:

ہندو دھرم میں عورت سب سے زیادہ ظلم کی چکی میں پستی تھی، اسے سوسائٹی میں جانور سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا، اگر اس کا شوہر مر جاتا تو اسے اپنے شوہر کی چتا میں جلنا پڑتا۔ ''ہندومت میں عورت کو سرکشی کی صفات کا مجموعہ، متلون مزاج، مردوں کو بہکانے والی، جھوٹی، مکار، احمق اور ظالم قرار دیا گیا۔ عورت کو شودروں کے زمرے میں شامل کیا گیا اور ان کے ساتھ اس سے بھی (پاپایانی) یعنی

گناہگار قرار دیا گیا"[13]۔ جبکہ تمدنِ عرب میں ڈاکٹر تارا چند ہندو عورت کی حالتِ زار کے متعلق لکھتے ہیں "ہندو مت کا قانون کہتا ہے تقدیر، طوفان، موت، جہنم زہر، زہریلے سانپ ان میں سے کوئی اس قدر خراب نہیں جتنی عورت ہے"۔[14]

عیسائی تہذیب میں عورت کا مقام:

عیسائیت میں بھی عورت کو منحوس، گناہ کا منبع اور شیطان کی ایجنٹ کہا گیا، ترتولیاں جو ابتدائی دور کی مسیحی شخصیات میں سے تھا کہتا ہے کہ: "عورت شیطان کے آنے کا دروازہ ہے۔ وہ شجر ممنوعہ کی طرف لے جانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی اور خدا کی تصویر، مرد کو غارت کرنے والی ہے"۔[15]

قبل از اسلام عرب معاشرے میں عورت کا مقام:

جس طرح دیگر اقوامِ عالم میں عورت ایک مظلوم ہستی تھی اور کسمپرسی کی زندگی بسر کرتی تھی عرب جاہلی معاشرے میں بھی اس کو وہی حیثیت حاصل تھی، عورت کو ایک پیچ اور گھٹیا مخلوق تصور کیا جاتا تھا اور اسے قبیلے کیلئے باعثِ بدنامی اور رسوائی خیال کیا جاتا تھا، یہی وجہ تھی کہ عرب عورت کی پیدائش کو منحوس سمجھتے تھے، اس کے کسی سے نکاح کو اپنے لیے خلافِ غیرت سمجھتے اور کوشش کرتے کہ لڑکیاں جوان ہونے سے پہلے زندہ درگور کر دی جایں، قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کی منظر کشی کچھ یوں فرمائی ہے:

واذا بشر احدھم بالانثیٰ ظل وجھه مسوداً وھو کظیم۔ یتواریٰ من القوم من سوء مابشر به ایمسکه علی ھونٍ ام یدسه بتراب۔[16]

ترجمہ: ان میں سے جب کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہتا اور وہ دل میں گھٹتا رہتا جسے بیٹی کی ولادت کی خبر دی گئی، اس عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے (اور اس سوچ میں پڑ جائے کہ) ذلت برداشت کر کے اس کو رکھے یا مٹی میں گاڑ دے (تاکہ ذلت سے نجات ملے)۔

اسلام میں عورت کا مقام:

جب ظلمت اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ پنجے گاڑ چکی تھی، کمزور، ناکس اور لاچار عورت کا کوئی سننے والا نہیں تھا، ظلم سے سینے ٹھنڈے کیے جاتے اور اس پر فخر کیا جاتا تھا۔ اس وقت بھی یہ صنفِ نازک اور حوّا کی بیٹی پر ظلم وجور کئے جاتے تھے اور عورت ظلم کی چکی میں پس رہی تھی تو عین اسی وقت اسلام کی نورانی کرنوں نے اس ظلمت کدہ کو صبحِ سعادت سے ہم آغوش کیا، انسانیت سے دھول اٹھائی گئی اسے اعلی مقام دیا گیا اور اس کی ہر ہر روپ کو اعلیٰ وارفع وحیثیت دی عطا ہوی اسلام نے اس مظلوم کو وہ مقام بخشا کہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہ گذرا تھا، اس کو جنت کا دروازہ، علم ومیراث کی حقدار ٹھراتے ہوئے اسے گھر کی حور قرار دیا گیا اور جو ظلم اس کو زندہ درگور کرنے کی شکل میں ہو رہا تھا سب سے پہلے اسے غیر انسانی قرار دیکر اس کو کالعدم قرار دیا گیا جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

ولا تقتلوا اولادکم خشیت املاقٍ نحن نرزقھم وایاکم ان قتلھم کان خطئاً کبیراً۔[17]

ترجمہ: تم اپنی اولاد کو ناداری کی اندیشے سے قتل نہ کرو ہم ان کو رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی، بیشک انہیں قتل کرنا بہت بھاری گناہ ہے۔

اسلام نے عورت کو ماں کی حیثیت میں جو اعلیٰ رتبہ اور مقام عطا فرمایا، اس کی نظیر کسی الہامی اور غیر الہامی مذہب یا جمہوری یا غیر جمہوری نظام میں نہیں ملتی، اللہ تعالیٰ نے انسان پر سب سے زیادہ حق اس کی ماں کا رکھا ہے اور یہ حق درجے میں دوسرے حقوق سے بالاتر ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کے سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے تین مرتبہ ماں کے حق کا بتایا اور چوتھی مرتبہ والد کا بتایا گیا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جاء رجل الی رسول اللہ ﷺ فقال یارسول اللہ من أحق الناس بحسن صحابتی؟ یعنی صحبتی، قال، امك، قال: ثم من؟ قال امك، قال ثم من؟ قال امك قال ثم من؟ قال ابوك۔[18]

ترجمہ: ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا مجھ پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری والدہ کا، پھر پوچھا، پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری والدہ کا، پھر پوچھا کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری والدہ اور چوتھی بار پوچھا پھر کون آپ ﷺ نے فرمایا تیرے والد کا۔

اسی طرح آپ ﷺ نے عورت کو بیٹی کی صورت میں اللہ کی رحمت قرار دیا اور کہا کہ جو دو بیٹیوں کی صحیح تربیت کرے اور ان کا نکاہ کرادے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت جاءت امراۃ و معھا بنتان تسالینی فلم تجد عندی شیاء غیر تمرۃ واحدہ فاعطیتھا ایاھا فشقتھابین ابنتیھا و لم تاکل منھا شیاء ثمہ قامت فاخرجت ھی وانبتا ھا فدخل علی رسول اللہ ﷺ علی تفیئتہ ذلك فحدثتہ حدیثھا فقال رسول اللہ ﷺ من ابتلی من ھذا البنات بشیء فا احسن الیھن کن لہ سترہ۔[19]

اسی طرح آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے عظیم الشان موقع پر جہاں دیگر جاہلانہ رسومات کو یک جنبش قلم ختم کیا اور ہر مظلوم کی دادرسی کی، وہاں آپ ﷺ نے عورت کے حقوق سے مسلمانوں کو آگاہ فرما اور اسے تفصیلاً بیان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فاتقوا اللہ فی النساء فانکم اخذ تموھن بامان اللہ واستحللتم فروجھن بکلمۃ اللہ ولکم وعلیھن ان لا یوطئن فروشکم احدتکرھونہ، فان فعلن ذلك فاضربوھن ضرباغیر مبرج، ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن باالمعروف۔[20]

ترجمہ: اے لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیوں کہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمات (احکام) کے تحت وہ تمہارے لیے حلال ہوئیں، خبردار! تمہارے لیے عورتوں سے نیکی کی وصیت ہے کیوں کہ وہ تمہاری پابند ہیں اور اس کے سوا تم کسی معاملے میں حقِ ملکیت نہیں رکھتے سنو! تمہاری عورتوں پر جس طرح کچھ حقوق تمہارے واجب ہیں، اسی طرح تمہاری عورتوں کے بھی تم پر کچھ حقوق ہیں۔

اس طرح اسلام نے عورت کو نہ صرف یہ کہ معاشرے میں اعلیٰ وارفع مقام دیا بلکہ اس کو تمام معاشرتی، معاشی اور سماجی حقوق بھی دیئے اسلام نے جہاں عورت کو میراث میں حصہ دار ٹھہرایا، وہاں عورت کو یہ بھی حق دیا کہ وہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کرے، یا پھر اپنے ناپسندیدہ شوہر سے خلع لیے سکتی ہیں۔ ''عبدالرحمن بن یزیدؓ اور مجمع بن یزیدؓ بیان کرتے ہیں ایک آدمی جو خذام کے نام سے مشہور تھا اس نے اپنی بیٹی کی شادی کی اور اس لڑکی کو یہ شادی پسند نہ آئی، چنانچہ وہ سرورِ دوعالم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور اس رشتے سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے باپ کے اس کیے ہوئے رشتے کو باطل قرار دے دیا اور پھر اس عورت نے ابولبابہ بن عبدالمنذرؓ سے اپنی رضامندی سے شادی کرلی۔[21]

اسلام سے قبل اقوامِ عالم میں نکاح تصور:

ظہورِ اسلام سے قبل اقوامِ عالم میں عورت سے نکاح کا کوئی باقاعدہ اور طے شدہ نظام نہیں تھا اگرچہ شروع شروع میں جب یونانی تہذیب ترقی کی منازل طے کررہی تھی، اس وقت بیاہی عورت کو معاشرے میں کچھ حیثیت حاصل تھی لیکن پھر رفتہ رفتہ اس تہذیب میں بھی عورت کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو دوسرے معاشروں میں ہوس پرست لوگ کرتے تھے۔

''اہلِ یونان پر نفس پرستی اور شہوانیت کا غلبہ شروع ہوا اور اس دور میں بیسواطبقہ کو وہ عروج نصیب ہوا جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، طوایف کا کوٹھا یونانی سوسائٹی کے ادنی سے لے کر اعلیٰ طبقوں تک ہر ایک کا مرکز و مرجع بنا ہوا تھا۔ فلاسفہ، شعراء، مؤرخین، اہلِ ادب اور ماہرینِ فنون غرض تمام سیارے اس آفتاب کے گرد گھومتے تھے۔ وہ نہ صرف علم وادب کی محفلوں میں صدر نشین تھی بلکہ بڑے بڑے سیاسی معاملات بھی اسی کے حضور طے ہوتے تھے، قوم کی زندگی اور موت کا فیصلہ جن مسائل کے ساتھ وابستہ تھا ان میں اس عورت کی رائے دقیع سمجھی جاتی تھی، عام طور پر یونانی نکاح کو غیر ضروری رسم سمجھنے لگے تھے اور نکاح کئے بغیر عورت اور مرد کا تعلق بالکل معقول سمجھا جاتا تھا، جسے کسی سے چھپانے کی ضرورت نہ تھی''۔[22]

ہندوستانی معاشرے میں نکاح کا تصور قدیم:

قدیم ہندوستانی معاشرے میں بھی عورت کو ایک مشترکہ غلام اور لونڈی کی حیثیت حاصل تھی جس سے بیک وقت دس دس مرد جنسی طور پر مستفید ہوا کرتے تھے ستیار تھ پر کاش کے مطابق ہندوؤں میں اس وقت آٹھ قسم کی شادیاں پائی جاتی تھیں۔

''خاندان یا چند بھائیوں کی مشترکہ بیوی کا رواج ہندوستانِ کی قدیم معاشرے کا ایک جانا پہچانا رواج تھا''۔[23]

قبل از اسلام عربوں میں نکاح کا تصور:

حضرت عائشہؓ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ عربوں میں قبل از اسلام چار قسم کی شادیاں پائی جاتی تھں۔ ''ایک طریقہ تو یہی تھا جو آج رائج ہے۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ مرد اپنی عورت کو اس بات کی اجازت دیتا کہ جاکر کسی حسین و جمیل اور خوبصورت غیر مرد سے حاملہ ہوجائے تاکہ اچھی تخم حاصل ہو اس طرح جب تک اس کا حمل ظاہر نہ ہوتا، وہ اسی پرائے مرد کے ساتھ رہتی اور جب حمل

ظاہر ہوتا تو اپنے شوہر کے پاس واپس آتی، اس نکاح کو نکاحِ استبضاع کہا جاتا تھا، تیسری قسم کی شادی یا نکاح یہ تھا کہ دس سے کم لوگ ایک عورت سے جنسی تعلق قائم کرتے جب عورت حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وہ عورت ان سارے مردوں کو جو اس سے وطی کیا کرتے تھے، ان ہی میں سے ایک مرد کو اس بچے کا والد قرار دیتی اور اس سے کہتی کہ یہ تیرا بچہ ہے، تم اپنی مرضی سے اس کا نام رکھو چناں چہ، یہ لڑکا اس کا ہو جاتا، جس کا وہ عورت نام لیتی تھی اور مرد انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چوتھی قسم کی شادی اس طرح سے ہوتی کہ کچھ عورتیں ایسی ہوتی تھی جن کے گھروں کے دروازوں پر جھنڈے لگے رہتے تھے، یہ بازاری پیشہ ور عورتیں ہوتیں تھیں، جس کا جی چاہتا ان کے پاس جاتا جب ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو تمام لطف اندوز ہونے والے لوگ جمع ہوتے اور قیافہ شناس بلایا جاتا اور وہ اپنے علم پر جانچ کر کے اس بچہ کو ان مردوں میں جس کا کہہ دیتی وہ بچہ اسی کا ہو جاتا اور مرد انکار نہیں کر سکتا تھا"۔[24]

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ان ناجائز صورتوں کو ناجائز قرار دیتے ہوئے ان کے سد باب کا حکم دیا:

فلما بعث محمد ﷺ بالحق هدم نكاح الجاهلية كل الا نكاح الناس اليوم۔[25]

ترجمہ: محمد رسول اللہ ﷺ جب حق لے کر مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ نے جاہلی نکاحوں کو بند کیا، اس نکاح کو باقی رکھا جو آج رائج ہے۔

اسلامی نظریہ نکاح اور اسکی حقیقت:

اسلام میں نکاح کو ایک باقاعدہ حیثیت دی گئی اور آپ ﷺ نے اسے نہ صرف ایک معاشرتی معاملہ قرار دیا، بلکہ اس کو عین مذہبی اور دینی امر بھی کہا گیا اور استطاعت کی صورت میں نکاح کو لازم اور تکمیلِ ایمان کا حصہ قرار دیا گیا، استطاعت کے باجود نکاح نہ کرنے والوں کو بدترین مخلوق اور شیطان کا بھائی قرار دیا گیا، قرآنِ کریم نے عورتوں کے نکاح کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وانكحوا الايمى منكم والصالحين من عبادكم وايمائكم ان يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله۔[26]

ترجمہ: تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہو، انکا بھی نکاح کرا اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں، انکا بھی۔ اگر وہ تنگ دست ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کر دیگا۔

اسی طرح آپ ﷺ نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا اور اس کی ترک کرنے والے سے لاتعلقی کا اظہار کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني۔[27]

ترجمہ: نکاح میری سنت ہے جو اس سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔

امام مالک آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

من تزوج فقد استكمل نصف الايمان فليتقل الله في النصف الباقي۔[28]

ترجمہ: جس نے نکاح کیا اس نے نصف ایمان کو مکمل کیا، باقی نصف میں وہ اللہ سے ڈرتا رہے۔

عن ابو ذر قال الرجل يقال له عكاف بن بشر التميمي، فقال له النبيﷺ يا عكاف الك زوجة؟ قال:لا.قال ولا جارية؟ قال:ولا جارية،قال و انت موسر؟ قال:وانا موسر بخير.قال انت من اخوان الشياطين،لو كنت من الانصاري لكنت من رهبانهم.ان من سنتنا النكاح و شراركم عزابكم و اراذل موتاكم عزابكم۔[29]

ترجمہ: حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عکافؓ سے فرمایا: اے عکاف! تیری بیوی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اور تو مالی وسعت رکھتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں میں مالی وسعت والا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تو اس حال میں شیطان کے بھائیوں میں سے ہے، اگر تو نصاریٰ میں ہوتا تو ان کا راہب ہوتا بلاشبہ نکاح کرنا میرا طریقہ ہے، تم میں بدتر وہ لوگ ہیں جو بے نکاح ہیں، کیا تم شیطان سے لگاؤ رکھتے ہو شیطان کے پاس عورتوں سے زیادہ کوئی ہتھیار نہیں۔

اس طرح آپ ﷺ نے حدیثِ بالا میں نکاح کو استطاعت ہونے کی صورت میں فرض قرار دیا اور جو اس سے اعراض کرے انہیں شیطان کے بھائی اور بدترین مخلوق کہا گیا ہے۔ اسی طرح ایک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

یاعلی ثلث لاتوخرھا الصلوۃ اذااتت والجنازۃ اذاحضرت والایم اذاوجدت لھا کفواً۔[30]

ترجمہ: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو ایک تو نماز جب اس کا وقت آجائے دوسرا جنازہ جب وہ تیار ہو جائے تیسرا اور نوجوان لڑکی جب اس کا کفو موجود ہو۔

مذکورہ بالا آیات قرآنی اور حدیث مبارکہ سے واضح ہے کہ نکاح ایک بہت ہی اہم دینی اور مذہبی فریضہ ہے جو استطاعت کی صورت میں قائم کرنے سے دنیا اور آخرت کی فوائد پر مبنی ہے اور ترک کرنے کی صورت میں باعث عتاب الٰہی ہے۔

عصر حاضر میں نکاح اور اس میں ادا کی جانے والی غیر شرعی رسومات:

شیطان جب بارگاہ الٰہی سے انکار سجدہ لاآدم مردود ٹھہرا تو اسی وقت قسم اٹھائی تھی کہ اے اللہ میں تیرے بندوں پر دائیں سے آونگا بائیں سے آونگا شمال سے آونگا، جنوب آؤنگا اور تیرے بندے یعنی بنی آدم کو تیری راہ سے گمراہ کرونگا آج بھی شیطان اپنی مشن پر پوری مستعدی اور یکسوی کے سات مصروف عمل ہے اور بڑی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہے شیطان و نفس نے زندگی کے تمام شعبوں: عبادات، معاملات، احکامات، اور طریقوں میں یہود و ہنود اور عیسائیوں کے طریقوں کو مسلمانوں کے ذہنوں میں جدت پسندی اور ماڈرنزم کے نام سے بٹا دیا گیا ہے اور سنت کو (نعوذ باللہ من ذالک) دقیانوسی اور جاہلانہ طریقہ سمجھا دیا گیا ہے۔ اسی طرح شیطان اور نفس نے دوسرے شعبوں کی طرح نکاح اور شادی میں بھی مسلمانوں پر خرافات و رسومات کے دروازے کھول دیے ہیں، مسلمانوں کو کبھی تو مجوسیوں کی اختراع کردار سمی دی مہندی کے چکر میں ڈالا تو کبھی تو ڈھول باجے اور ناچ گانوں سے ان کا دل بہلایا، نکاح جو ایک خالص اسلامی معاشرتی فریضہ تھی جو کہی فوائد کا منبع تی جس کو آپ ﷺ نے اپنی سنت قرار دے کر اسے نصف دین کی نوید سنائی تھی، آج وہ شادی سوائے خطبہ نکاح اور ایجاب و قبول کے علاوہ ساری ہندوؤں اور عیسائیوں کی شادی بن گئی آج شادی کا معیار دین

نہیں بلکہ علی حسب ونسب، دولت تواتوانگری اور حسن عمرہ بن گی ہے، سیرت نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی بس معیار تو رہا کی لڑکی زیادہ سے زیادہ جہیز لائے، اونچے گھرانے سے بیاہی جایئے اور وہ حسین وجمیل ہو اور سر تن چڑیل ہی کیوں نہ ہو آج کل کی شادیوں سے دین کا جنازہ نکل گیا اور سنت اجنبی ہو کر رہ گئی نتیجتاً لوگ اسلام سے دور ہوتے جارہے ہیں اور نت نئے ہندوؤں اور عیسائیوں کے طریقے یاد کیے جارہے ہیں لازم اس طرح اس کا نتیجہ خسر الدنیا والآخرہ پر منطبق ہو گی ہے، آج انہیں خرافات اور رسومات کی وجہ سے شادی ایک عذاب بن گئی ہے جس کی وجہ سے شادی مشکل اور زنا آسان ہو گیا آج معاشرے میں لاکھوں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بے نکاح گھوم رہے ہیں اور قسم قسم کے گناہوں کا ارتکاب کر رہے ہیں جن میں زنا، لڑکیوں کا گھروں سے اپنے معاشقوں کے ساتھ بھاگنا، کوٹ مرجز کرنا اور خودکشی عام ہو گئی ہیں اگر شادی ہوتی بھی ہے تو ان رسومات کی ادائیگی سے خاندان نسل در نسل سودی قرضوں میں دب جاتے ہیں اور پھر ان کی ادائیگی کرتے کرتے کہیں نسلی معاشی طور پر تباہ ہو جاتی ہیں۔ جو غیر شرعی رسومات سرانجام پا رہیں ہیں اگر انکو گننا شروع کریں تو انسان تک جائے اور کتابوں کے اوراق بھر جائیں۔ یہ رسومات ملک، صوبے اور علاقے کی سطح پر مختلف ہوتے جاتے ہیں کچھ رسومات خاص قبائلیوں اور برادریوں میں پائے جاتے ہیں آنے والی سطور میں ان رسومات پر قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک تحقیقی وعلمی جائزہ پیش کیا جارہاہے جو کہ پاکستان کے چپے چپے میں شادی بیاہ کا جزلاینفک سمجھے جاتے ہیں، جن کی تکمیل اور ادائیگی کے بغیر شادی بے خوشی ہو جاتی ہے اور فعل بد سمجھا جاتا ہے، ان میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

جہیز کی رسم:

اگرچہ بعض امور دین اسلام میں مباح اور مستحب ہوتے ہیں اور دن میں ثابت ہوتے ہیں لیکن اگر ان امور کی ادائیگی میں غلو اور افراط اور تفریط سے کام لیا جائے تو بھی وہ مضموم اور قبیح بن جاتے ہیں اس کی ایک خاص مثال آج کل کی شادیوں میں لڑکیوں کو دی جانے والی جائز ہے آجکل پہلے تو لڑکی سے اسی وجہ سے نکاح ہوتی ہے کہ وہ تو کسی رائس، سردار، وڈیرہ، مشرف، ملک، خان اور چوہدری کی بیٹی ہے اسے خاص معاشرتی سٹیٹس سے رتبہ حاصل ہے اسی طمع اور امید پر اس سے نکاح کیا جاتا ہے اور بسا اوقات تو لڑکے والے باقاعدہ جہیز کی لسٹ لڑکی والوں کو فراہم کرتے ہیں افسوس یہ رہی غیرت اور یہ رہی مردانگی کی اپنی بیوی سے شادی میں زیادہ سے زیادہ سامان لوٹنے کا ذریعہ بنالیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرماتے ہیں:

ان المراۃ تنکح لدینھا ومالھا وجمالھا وعلیك بذات الدین تربت یداك۔[31]

ترجمہ: عورت سے نکاح اس کی دین کی وجہ سے یا اس کی مال کی وجہ سے یا اس کے حسن کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور اے (جابرؓ) تم اس کے دین کی وجہ سے نکاح کرو۔

آج اس فرسودہ رسم کی وجہ سے کتنی جوان لڑکیاں اپنے گھروں میں شادی کی امیدیں دل میں بسائے بوڑھی ہو رہی ہے اور اس کی جوانی جو اسے کے شوہر اور خاندان بسانے کے لیے تھی، باجان کے گھر گزر جاتی ہے۔

رسم مہندی:

مشہور ہے کہ یہ غیر شرعی اور ہندوستانی رسم دراصل ایران کی مجوسیوں نے ایران سے شروع کی تھی اور پھر آہستہ آہستہ ہندوستان سے ہوتے ہوئے مسلمانوں میں پیوست ہو گئی۔" یہ رسم بھی ہندوانہ رسم ہے لیکن جوں جوں پاکستان میں مسلمانوں کے ہاتھ دولت آئی ہے اب یہ رسم میں ہندوں سے چار قدم آگے بڑھ گئے ہیں"۔[32]

آج کل اصلی شادی سے پہلے مہندی کی شکل میں ایک چھوٹی شادی ہوتی ہے جس میں دولہا کی طرف سے سینکڑوں جوان لڑکیاں عموماً رات کے وقت دلہن کے گھر اسے مہندی لگانے جاتے ہیں اور ایک خاص اور قیمتی جوڑا مہندی کی رات دلہن کو پہنایا جاتا ہے۔اسی طرح دلہن والے بہت سارے غیر محرم لڑکیوں کو دلہا کے پاس اسے مہندی لگانے کے لیے بھیجتے ہیں تمام بے حیائی، بے پردگی اور بے غیرتی کی حدیں عبور ہوتی ہیں جب غیر محرم لڑکیاں دولہا کو مہندی لگاتے ہیں اس طرح نہ صرف اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود پامال ہوتے ہیں بلکہ دنیاوی اسراف اور لغویات کا سبب بنتے ہیں جس کی مذمت قرآن کریم میں اس طرح بیان ہوا ہے:

ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين۔[33]

ترجمہ:　فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔

باجے بجانا، گانے گانا، ناچنا، اور ویڈیو بنانا، ڈول اور باجے بجانا اور ان کے گرد غیر محرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط بنگڑے ڈالنا اور رقص کرنا اور پھر ان کی ویڈیوز مووویز بنانا آجکل کی شادی میں سب سے زیادہ یہی بے حیا اور قبیح رسومات ہوتے نظر آتے ہیں جس میں ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو ناجائز تعلقات اور دوستیاں بنانے کا بھرپور موقع فراہم ہوتا ہے اسی طرح ہمارے جوان نسل گمراہی کی راہ پر پروان چڑتے ہیں اور اسکے نتیجے میں آج کے معاشرے میں خاندانی بدنامیاں، فساد اور جھگڑے برپا ہوتے ہیں اگرچہ اسلام نے صحیح اور جائز خوشی کے موقع پر دف بجانے اور سر، باجے کی بغیر گیت گانے کی بھی ایک محدود اجازت دی ہے بشرطیکہ غیر محرم مردوں اور عورتوں کا باہمی اختلاط نہ ہو لیکن آج کل جس بے حیائی اور بے پردگی سے یہ غلط رسومات ادا کیے جاتے ہیں یہ سب کے سب غیر شرعی اور حرام ہیں خود آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کے واسطے رسول بنایا اور مجھے حکم دیا کہ تمام دنیا سے راگ اور باجے مٹادو"[34]۔ایک اور جگہ پر آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: "میری امت سے ایک قوم کے لوگ آخر زمانے میں مسخ ہو کر سور اور بندر ہو جائیں گے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا۔یہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ لوگ مسلمان ہوں گے خدا کی واحدانیت اور میری رسالت کے شاہد اور گواہ ہونگے اور روزہ بھی رکھتے ہوں گے مگر یعنی آلات لہو باجا وغیرہ بجائیں گے اور گانا گائیں گے اور شراب پیں گے تو مسخ کر دیئے جائیں گے"۔[35]

دولہا کو سہرا باندھنا، نوٹوں کا ہار پہنانا اور گھوڑے یا کار میں سوار کرنا:

ہر گزرتے دن کے ساتھ مسلمان پرائی تہذیبوں سے متاثر ہو کر عہد جاہلیت کی پرانی رسمیں اپنا رہے ہیں، تاریخ اس بات پر

گواہ ہے کہ یہ تمام غیر شرعی رسمیں جو آجکل سرانجام دیے جارہے ہیں ان کی اصلیت اور بنیاد یا تو ایرن کی مجوسیوں نے ڈالی یا پھر ہندوستان کے بت پرستوں نے لیکن عقل تو مسلمان کا مارا گیا ہے کہ نہ صرف اپنی رسمے سمجھنے لگے ہیں بلکہ ان کی ادائیگی کے بغیر شادی منعقد ہی نہیں کرتے شادی والے دن دلہا اور عروسی لباس پہن لیتا ہے تو اس کے سر پر سہرا باندھ لیا جاتا ہے گویا یہ بھی ایک جزء لا ینفک ہے "بعض روایات کے مطابق یہ رسم سب سے پہلے ایران کے آتش پرستوں نے ایجاد کی تھی آتش پرست اس کو پنجہء افتاب کہتے ہیں کیونکہ جب دلہا بہترین لباس پہن کر سہرا سر پر سجاتا ہے تو اس کا چہرہ سورج کی روشنی کی طرح چمک اٹھتا ہے"[36]۔ علاقائی اعتبار سے سہرا کا رسم مختلف شکلوں میں پایا جاتا ہے جیسے سندھ میں سندہی ٹوپی، بلوچوں میں پھاگ اور پٹھانوں میں لنگی باندھنے کا رواج ہے، سہرا باندھنا کے بعد دلہا کو دلہن کی امی، بہنیں اور دیگر رشتہ دار نئے نوٹوں کے ہار پہناتے ہیں جس میں پردے کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا، بعض اوقات یہ ہار اتنے زیادہ ہو جاتے ہیں کہ دلہا کا سانس گھٹنے لگتا ہے اور اسے مجوراً ہار گلے سے اتارنے پڑتے ہیں، اسکے بعد دلہا کو گھوڑے پر سوار کیا جاتا ہے لیکن آج کل اس کی جگہ کار نے لے لی ہے مذکورہ کار کو خوب سجایا جاتا ہے۔ یہ سارے بے بنیاد اور غیر شرعی رسمیں ہیں جن پر آج مسلمان اپنا قیمتی سرمایہ خرچ کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

من تشبه بقوم فهو منهم۔[37]

ترجمہ: جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہو گا۔

بڑی بڑی باراتی لے جانا اور دلہن کو قرآن کے سایہ میں روانہ کرنا:

انسان کی جان و مال کا تحفظ کرنا اور اس کیلئے آسانی پیدا کرنا اس دن کا طرہ امتیاز ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام ہر ایک پر اپنے اپنے وقت کو اس کا حق دلاتا ہے تاکہ معاشرہ پر امن اور اس پر سکون رہے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا:

اذا خطب اليكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه؛ الا تفعلوا تكن فتنة في الارض وفساد عريض۔[38]

ترجمہ: جب تمہارے پاس ایسے شخص کا رشتہ آیا جس کی دینداری اور امانت داری پسندیدہ ہو تو اس کے ساتھ شادی کرادو اور اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں بڑا فساد واقع ہو گا۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات اس بات پر زور دیتی ہے کہ جب لڑکی عمر بلوغت کو پہنچے تو کفو ملنے پر اس کا نکاح کر دینا چاہیے اور دو چار افراد کے ساتھ مختصر جہیز کے ہمراہ اس کو اپنے خاوند کے گھر پہنچا دینا چاہئے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی کتاب اصلاحی رسول میں حضور ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی کی رخصتی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ام ایمن کے ہمراہ حضرت علی کے گھر بھیج دیا"۔[39]

یہ دونوں جہانوں کے سردار کی صاحبزادی کی رخصتی تھی جس میں نہ سینکڑوں باراتیوں کا آنا تھا اور نہ قرآن کے سائے اس کو رخصت کیا گیا تھا دوسری طرف ہمارے سینکڑوں غیر محرم مردوں و عورتوں پر مشتمل بارات کی قافلے ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالی کے

احکامات کی کھلی خلاف ورزیاں ہوتیں ہیں ان قافلوں میں پردہ نام کی کوئی چیز نہیں رہتی، نمازیں قضا کی جاتی ہیں نیز غیر محرم مردوں کے سامنے ڈھول اور دف بجایا جاتا ہے گیت گائے جاتے ہیں جو اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

خلاصہ:

اللہ تعالی یہی چاہتے ہیں کہ ہم صرف اسی کی بندگی کریں اور سرورکائنات ﷺ کی سنتوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں اپنے لیے مشعل راہ بنائیں، اپنی جان، مال اور زندگی کو اسی کے رضا کے مطابق بنائیں۔اس طرح ہی ہم اللہ کی رضا ور ضوان سے سعادتمند ہو سکتے ہیں۔آج جبکہ ہم زندگی کے ہر شعبے میں غیروں کی پیروی کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں، شادیوں میں لغواور فضول رسموں کی تکمیل ہوتی ہے ان سے توبہ تائب ہو جائیں، اپنی عورتوں کو سمجھائیں کہ ان سے نہ صرف ہماری دنیاوی زندگی مشکلات سے ہمکنار ہو رہی ہے بلکہ تارک سنت ہو کر غضب الہی کا بھی مستحق بن رہے ہیں اللہ تعالی ہمیں اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی کامل اتباع نصیب فرمائے۔

حوالہ جات

[1] المائدہ3:5

[2] ظفر، محمود احمد، حکیم، اسلام کا معاشرتی نظام ،بیت العلوم، لاہور، س ن، ص15

[3] http://fatwa.islamweb.net/

[4] القشیری، مسلم بن حجاج ابو الحسن نیشا پوری، صحیح مسلم، داراحیاءالتراث العربی، بیروت، س ن،کتاب الطہارت، رقم الحدیث263

[5] ابن ماجہ، محمدبن یزیدالقزوینی،سنن ابن ماجہ، مکتبہ البشری، بیروت، 1395ھ، باب الاستنجاء فی الحجار، ج1،ص114، حدیث 313

[6] الاحزاب21:33

[7] الترمذی ، ابو عیسی، محمد بن عیسی ، سنن ترمذی، ادارہ الکتب الملیہ ، بیروت ، رقم الحدیث2318

[8] ظفیر الدین، مولانا، اسلام کا نظام عفت وعصمت، کراچی دارالاشاعت، 1413ھ، ص19

[9] گستاؤلی بان، ڈاکٹر، تمدّنِ عرب، مترجم سید علی بلگرامی، لاہور، 1960، ص372

[10] ظفر، محمود احمد، حکیم، اسلام کا معاشرتی نظام، ص35

[11] حدوٹی، محمود رشید، مولانا، اسلام اور عورت، مرکز تحقیق وتصنیف، لاہور، 2000ء، ص11

[12] سفینہ، عرفات فاطمہ، مختلف اقوام ومذاہب میں عورت کی حیثیت، 2018ء، اردو ریسرچ جنرل، مولانا آزاد نیشنل یونیورسٹی، حیدرآباد

[13] مختلف اقوام ومذاہب میں عورت کی حیثیت، ص2

[14] تاراچند، ڈاکٹر، تمدنِ ہند پر اسلامی اثرات، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1964ء، ص37

[15] ظفیر الدین، مولانا، اسلام کا نظام عفت وعظمت، دارالاشاعت، کراچی، 1413ھ، ص43

[16] النحل 58:16

[17] بنی اسرائیل31:17

[18] بخاری ، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل ، الصیح البخاری ،مکتبہ البشری،بیروت، باب الادب، حدیث 5971

[19] المنتخب من مسند ابد من حمید ، ج1،ص332

[20] القشیری، مسلم بن حجاج ابو الحسن نیشا پوری،صحیح مسلم ،حدیث 2941

[21] ابن ماجه، محمد بن يزيد القزويني،سنن ابن ماجه، مکتبه البشری،بیروت، 1395 ھ،حدیث 1873

[22] مودودی،ابوالاعلیٰ،مولانا،پردہ، ترجمان القرآن،لاہور،2014ء،ص20تا21

[23] گستاولی بان، تمدّنِ عرب،ص368

[24] ظفیر الدین،مولانا،اسلام کا نظام عفت وعصمت،ص22تا23

[25] بخاری ، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل ،صحیح بخاری ، کتاب النکاح،ج4،ص165

[26] النور 32:24

[27] ابن ماجه، محمد بن يزيد القزويني،سنن ابن ماجه، حدیث 1846

[28] البیہقی ، شعب الایمان ، ریاض، مکتبہ الراشد ، للنشر والتوزیع ، 2003حدیث 383

[29] بخاری ، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل ،صحیح بخاری ، حدیث 5971

[30] الترمذی ، ابو عیسی، محمد بن عیسی ، سنن ترمذی ،کتاب الصلوۃ،حدیث 605

[31] مسند احمد بن حنبل ، مکتبہ بشری ،بیروت ،حدیث 302

[32] ظفر، محموداحمد، حکیم،اسلام کا معاشرتی نظام،ص210

[33] الاسراء27:17

[34] السجستانی، ابی داؤد سلیمان بن اشعت ،سنن ابی داؤد ،حدیث 3212

[35] تھانوی،مولانا اشرف علی امداد الفتاوی،مکتبہ دار العلوم کراچی،ج 2 ،ص291

[36] ظفر، محموداحمد، حکیم،اسلام کا معاشرتی نظام،ص211

[37] السجستانی، ابی داؤد سلیمان بن اشعت ،سنن ابوداؤد، حدیث3401

[38] الترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی ، سنن ترمذی ،باب ماجاء اذا جائکم من ترضون دینه فزوجوه،حدیث1084

[39] تھانوی،مولانا اشرف علی،اصلاحی رسوم،دارالاشاعت،کراچی،1413ھ،ص59